www.hayadigest.com

''مما......باباتوتال تیں (بابا کو کال کریں)۔''

یہ پانچ سالہ ننھا عاہل تھا جو مہر و سے اپنی توتلی زبان میں فرمائش کرتا ہوا کاریڈور تک آیا جہاں وہ ٹیلی فون کے پاس بیٹھی کچھ سوچ رہی تھی۔ عاہل کی بات سنتے ہی وہ آسودہ سی مسکان لیے ہنس پڑی، اور ساتھ ہی ساتھ ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا اور کال ملانے لگی۔

''مما!'' انزش نے اسے کال ملاتے دیکھا تو فوراً سے بھاگتے ہوئے اسکے قریب آ کر بولی۔

''مما! کس کو کال کر رہی ہیں؟ بابا کو؟؟'' اس سے پہلے وہ بولتی انزش خود ہی بولی، جبکہ مہر صرف اثبات میں گردن ہی ہلا پائی تھی۔

''مما...... بابا سے کہیں میرے لیے Aeroplane لے آئیں......اور......اور...... بس......'' عاہل سوچ سوچ کر بولا جس پر مہر کو ہنسی آ گئی۔

''اور پیاری انزش کے لیئے؟؟'' اس نے بڑے لاڈ سے اس سے پوچھا۔

''میرے لئے؟؟؟'' وہ سوچنے لگی۔

''میرے لئے؟؟؟ ایک پیاری سی گڑیا...... اور...... اور...... وہ خود آجائیں ......بس!'' انزش محبت سے بولی۔

مہر و اسکی بات پر زخمی انداز میں مسکرا دی اور کال ملانے کے لیے کوئی رانگ نمبر ڈائل کیا اور پھر ریسیور رکھ دیا۔ دونوں بچے اسکی طرف بغور دیکھ رہے تھے۔

''مما! کیا ہوا؟'' انزش بولی۔

''کیا اس بار بھی بابا نے فون نہیں اٹھایا؟'' وہ اداسی سے بولی۔

''ارے بیٹا! اس وقت تمہارے بابا سو رہے ہوں گے۔'' امریکہ میں تو رات ہے ناں! اس نے اسے سمجھایا۔

''ام م م......م م......'' عاہل نے اداسی سے دونوں کی طرف دیکھا۔

''ارے بچو! پریشان کیوں ہوتے ہو؟ رات کو کال آئے گی تو میں بول دوں گی انہیں۔'' اس نے بڑی صفائی سے جھوٹ گڑھا مگر اسکے جھوٹ سے اسکے دونوں بچے مسکرا دیے تھے۔

یہ کوئی نئی بات نہیں تھی جو آج ہوا تھا بلکہ روز کا معمول تھا۔ عاہل اور انزش دونوں ہی اسے ساحل کو فون کرنے کا کہتے اور وہ بڑی صفائی سے جھوٹ بول دیتی تھی۔ عاہل بچہ تھا مگر انزش کچھ پریشان ضرور ہوجاتی تھی۔

☆......☆......☆

صبح کی پہلی کرن نمودار ہوئی تھی۔ چرند پرند حمدِ باری تعالیٰ کرنے لگے۔ ہر طرف ہلکی ہی روشنی پھیلنے لگی۔ مہر نے نماز ادا کی اور چھت پہ چڑیوں کو باجرہ ڈالنے آگئی۔ اسکے ہاتھ میں جیوگرافی کی بک تھی۔ جیوگرافی اسے ہمیشہ سے ہی مشکل لگتا تھا اسی لیئے وہ صبح تڑکے اسکا ٹیسٹ یاد کیا کرتی تھی۔

''مہرو......مہرو......کہاں رہ گئی؟ آجاؤ بیٹا۔'' یہ مسز صداقت تھیں جو پورے گھر میں صدائیں لگا رہیں تھیں۔

''آئی امی، بس دو منٹ۔'' وہ اپنے کمرے سے بولی اور ساتھ ہی ساتھ اپنی بکس بیگ میں بالترتیب رکھنے لگی۔

''جلدی آؤ، وین والا کب سے ہارن بجائے جا رہا ہے اور تم ہو کہ...... کتنی دفعہ کہا ہے۔ جلدی تیار ہوجایا کرو۔'' وہ اسے ڈانٹ کر بولیں مگر وہ تھی کے برابر ہنسے جا رہی تھی۔

''کوئی فائدہ نہیں ہونے والا امی......آپ جتنا مرضی اسے ڈانٹ لیں، اس کو اثر نہیں ہونے والا۔'' اس کا بھائی حیدر اسے منہ چڑاتے ہوئے بولا۔

''تو تمہیں کیا لگتا ہے؟ میں بھی امی سے ڈانٹ کھانے کے بعد منہ پھلا لوں؟؟ تمہاری طرح موٹے؟؟؟'' مہر بھلا کب پیچھے رہنے والی تھی، سو اس نے بھی اسے تنگ کیا۔

''امی دیکھ لیں آپ......بھلا کوئی چھوٹے بھائی سے بھی ایسے بات کرتا ہے؟'' وہ ان سے ہمدردی کی امید کرتے ہوئے بولا، اس سے پہلے وہ کچھ کہتیں مہر اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ کر بولی۔

''اوہ......تو بھلا بڑی بہن سے کوئی ایسے بات کرتا ہے؟؟''

''اف ف ف......لڑنا بند کرو تم دونوں۔ باہر گاڑی والا ہارن پہ ہارن دے رہا ہے۔ ادھر ناشتہ ٹھنڈا ہو رہا ہے......اور تم لوگوں کی جنگِ عظیم ہے کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی۔'' انہوں نے دونوں کو ڈانٹا۔

''ہاں! تو اسکو سمجھائیں ناں! ہر صبح دماغ کھاتا ہے میرا۔'' مہرو نے اسکی طرف دیکھ کے اشارہ کیا۔

''امی......!'' حیدر نے روٹھے والا منہ بنایا۔

''حیدر...... چپ کر جاؤ۔'' انہوں نے اسے غصہ سے دیکھا جس پہ حیدر اداسی سے انہیں دیکھنے لگا اور مہر اسے دیکھ کے دھیما سا مسکرا دی۔

''اچھا موٹے! باقی لڑائی کالج سے آ کر......'' وہ شرارتی انداز سے بولی۔

www.hayadigest.com

"ارے.....مہر.....ناشتہ تو......" امی کہتے کہتے رکیں کیونکہ وہ وہاں سے جا چکی تھی۔

"بے فکری کی زندگی کتنی اچھی تھی؟" مہر ڈائننگ ٹیبل پہ موجود اپنی ماضی کی یادوں میں کھوئی ہوئی تھی۔ اسکے سامنے کرسی پہ عاہل اور عاہل کے ساتھ انزش موجود تھی۔ عاہل نرسری اور انزش "تھری" کلاس میں تھی۔ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ناشتہ کرتے ہوئے بحث کرنے لگے کہ مہرو نے فوراً سے اپنی آنکھیں جھپکاتے ہوئے انہیں دیکھا اور فوراً سے بولی۔

"ارے.....ارے.....کیا ہو گیا ہے؟ کیوں لڑ رہے ہو تم دونوں؟؟"

"مما.....آپا.....ہمیشہ میلا آدھا املیت لے لیتی ہے (آپا ہمیشہ میرا آدھا آملیٹ لے لیتی ہے)۔" عاہل اپنی توتلی زبان میں انکی شکایت کرتا اچھا لگ رہا تھا۔

انزش بیٹا! ایسا نہیں کرتے.....چھوٹا بھائی ہے۔" اس نے پیار سے کہا۔

"تو مما! میں بھی تو اس سے بڑی ہوں، اگر تھوڑا آملیٹ لے لیا ہے تو کیا ہوا؟؟ یہ تو ہے ہی کنجوس۔۔موٹو۔۔" آنزش اسے چڑاتے ہوئے بولی۔

"یہ تو ہے ہی موٹو......" مہرو کے کانوں میں اپنے ہی الفاظ گونجے تھے۔ جب اسکی اور حیدر کی لڑائی ہوتی تھی تب وہ بھی انزش کی طرح ہی خود کو defend کیا کرتی تھی۔

"کتنے اچھے دن تھے۔ حیدر کے ساتھ لڑائی میں تو کبھی اندازہ ہی نہیں ہوا تھا کہ زندگی کی ایسی لڑائی کا سامنا بھی کرنا پڑے گا۔"

"وقت بھی نا! کیسے کیسے امتحان لیتا ہے۔ کل جو اپنا تھا وہ آج اپنا رہے گا نہیں۔ اندازہ نہیں تھا مجھے۔" وہ ٹھنڈی آہ بھر کر بولی۔

اسے اچھی طرح یاد تھا جب اس کی شادی ساحل سے ہوئی تھی، تب اسکا انٹر کا رزلٹ بھی نہیں آیا تھا۔ ساحل اور مہرو کی بھلے ہی لو میرج تھی۔ مگر "لو" سے کہیں زیادہ ارینجڈ میرج تھی۔ دونوں کے گھر والے ایک دوسرے کو جانتے تھے۔ ساحل نے ایک برتھ ڈے پارٹی پہ اسے دیکھا تو دل ہی دل میں اسے چاہنے لگا۔ ساحل کا باپ نجم اور مہر کا باپ صداقت دونوں بہت گہرے دوست تھے۔ نجم اور صداقت دونوں نے ان دونوں کا رشتہ پکا کر دیا۔ مہر کے لیئے یہ بات حیران کن تھی کیونکہ ابھی تو اسکی تعلیم بھی مکمل نہیں ہوئی تھی۔ وہ آگے پڑھنا چاہتی تھی مگر اسکی ایک نہ چل سکی۔ ساحل نے اسے یقین دلایا کہ شادی کے بعد اسکی پڑھائی ڈسٹرب نہیں ہوگی۔ جتنی جلدی اسے اس سے محبت ہوئی تھی اتنی جلدی ہی اکتاہٹ اور بیزاری بھی.....جسے مہرو کبھی سمجھ ہی نہ پائی۔ وہ ہمیشہ سے اسکی ہر اچھی، بری بات سے محبت کرتی تھی۔ اسکے ہر برے عمل کو اسکی بھول سمجھ کے بھول جایا کرتی تھی۔ مگر ساحل کو کبھی اس کا احساس ہی نہیں ہوا۔

"ساحل.....اٹھ جائیں.....ساحل....." مہر اسے بار بار جگا رہی تھی مگر وہ تھا کہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر سو رہا تھا۔

''ساحل......ساحل'' وہ پھر سے بولی۔

''یار کیا ہے؟'' وہ نیم بیہوشی میں بولا۔

''ساحل آج ایڈمیشن کروانے جانا ہے۔ آج لاسٹ ڈیٹ ہے۔'' وہ اسکے پاس آ بیٹھی۔

''ایڈمیشن؟؟ کس کا؟'' وہ نیم بیہوشی میں بولا۔

''ساحل! آپ بھول بھی گئے؟'' وہ تاسف سے بولی۔

''ابھی رات کو ہی آپ نے......'' وہ بات کرتے کرتے رکی۔

''ارے یار...... بہت نیند آئی ہے قسم سے، تھوڑی دیر رک جاؤ۔'' اس نے اس سے التجائیہ انداز میں کہا اور پھر لحاف اوڑھ کر سو گیا۔

''ساحل......مگر؟؟'' اس سے پہلے وہ کچھ بولتی ساحل دوبارہ سو چکا تھا جبکہ وہ اندر ہی اندر رو رہی تھی۔

☆......☆......☆

دروازے پہ دستک ہوئی تو وہ فوراً سے اپنے خیالوں سے باہر نکلی، اٹھی اور دروازے تک پہنچی۔

اس وقت، اس وقت کون آیا ہوگا؟ وہ دل ہی دل میں خود سے بولی۔

حیدر آیا ہوگا۔ اس نے فوراً دروازہ کھولا جبکہ سامنے پوسٹ مین کھڑا تھا۔

پوسٹ مین سے اس نے لیٹر لیا، سائن کیے اور دوازہ بند کر کے اندر آئی۔ جوں ہی لیٹر کھولا تو اندر ایک چیک اور ایک لیٹر دیکھا۔

''السلام علیکم! بھابھی...... میں جانتا ہوں آپ پہ بہت برا وقت چل رہا ہے۔ ساحل کا بھی کوئی اتا پتہ نہیں......فیس بک، ایمو، واٹس ایپ، وائبر ......کہیں سے بھی اس کا کوئی جواب نہیں آ رہا۔ مجھے یہ جان کر دکھ ہوا کہ گھر والوں نے آپکی ذمہ داری قبول نہیں کی۔ جو کچھ ساحل نے کیا انہیں ایسا کرنے کا پورا حق تھا مگر ساحل نے تو ان سب کی نظروں میں آپکو بھی گرا دیا۔ مگر بھابھی میں آپکو گرنے نہیں دوں گا۔ آپ نے میرا اور سعدیہ کا بہت ساتھ دیا اس لیے میں آپ کو آپ کے برے وقت میں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔

فقط: آپکا بھائی راحیل''

مہرو نے خط ٹیبل پہ رکھا اور چیک کو ہاتھ میں لے کر دیکھنے لگی۔

''ایک لاکھ؟'' اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس نے بہت مشکل سے ایک لاکھ منہ سے ادا کیا اور لب بھینچ کر رہ گئی۔

''میں یہ کیسے لے سکتی ہوں؟؟'' اس نے خود سے ہی سوال کیا اور پھر خود کو خود ہی جواب دیا۔

''میرے لیے تھوڑی ہیں یہ......اپنے بھتیجے اور بھتیجی کے لیے بھجوائے ہیں......اس سے میرے بچوں کی فرمائشیں پوری ہوں گی۔'' وہ پر امیدی سے بولی۔

''کاش! میں پڑھ لیتی، تو آج کوئی اچھی جاب کر رہی ہوتی۔'' آخر اسے اپنی محرومی ستانے لگی۔

مگر میں اپنی بیٹی کے ساتھ ایسا نہیں ہونے دوں گی جو میرے ساتھ ہوا۔ وہ دکھی ضرور تھی مگر اس نے ہمت نہیں ہاری تھی۔

www.hayadigest.com

☆......☆......☆

دوسری طرف ساحل امریکہ میں غیر قانونی طور پہ بسمہ کے ساتھ رہ رہا تھا۔ مگر بسمہ اسے اپنا شوہر کم نوکر زیادہ سمجھتی تھی......اس کا بدلا بدلا رویہ ساحل کو اندر ہی اندر ندامت کا احساس دلاتا رہا۔

''بسمہ ؟......کہاں رہ گئی تھی؟'' ساحل کب سے اس کا انتظار کر رہا تھا سو اسکے آتے ہی بنا سلام اور حال چال کے وہ فوراً بولا اس کا لہجہ ذرا گستاخانہ تھا۔

''تم ہوتے کون ہو مجھ سے ایسے بات کرنے والے؟...... ہاں ؟؟'' اس نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا اور نقاہت سے بولی۔

''بسمہ شوہر ہوں تمہارا......شوہر......شادی ہوئی ہے ہماری......'' اس نے اسے یاد دلایا کیونکہ کئی دنوں سے ایسا ہی ہو رہا تھا۔ بسمہ رات کو بہت لیٹ آتی اور جب جب وہ بات کرتا تو وہ اسے ٹائم بھی نہیں دیتی تھی۔

''سو واٹ؟؟ ساحل تم مجھ سے typicall شوہروں جیسا بی ہیو نہیں کر سکتے۔'' اس نے اپنی شال اتاری اور خود راکنگ چیئر پہ آ موجود ہوئی۔

''یہ امریکہ ہے، کوئی پاکستان نہیں...... اور ہاں! میں بسمہ ہوں بسمہ......تمہاری مہر و نہیں۔''

''اور پلیز......میں اس وقت بحث کے موڈ میں بالکل بھی نہیں ہوں۔ مجھے چائے تو بنا دو ذرا......''

اس نے خود کو پر سکون کیا اور اس سے بولی۔

''چائے اور میں؟؟'' اسکی آنکھیں پھیل سی گئیں۔

''ہاں......'' وہ ٹیک لگائے راکنگ چیئر کو گھماتے ہوئے بولی۔

''مگر......'' اس سے پہلے وہ بولتا بسمہ بولی۔

''پلیز......ساحل......سارا دن یہاں اپنا دماغ کھپاتی ہوں ......اور تم ہو کہ......کم از کم جب تک یہاں کوئی جاب نہیں مل جاتی تمہیں تب تک تو تم گھر کے کام کر سکتے ہو۔'' اس کی بات سن کر ساحل کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

آخر اس نے اس کے لیے چائے بنائی اور خود اسکے سامنے آ بیٹھا۔ لیکن بسمہ تھی کہ چائے پیتے ہی سو گئی اور وہ اسکے سامنے بیٹھا اسے دیکھتا ہی رہا۔

''کتنا غلط تھا میں......سوچتا تھا بسمہ مجھ سے محبت کرتی ہے......مگر میں تو یہاں اسکے لیے کسی سرونٹ سے کم نہیں ہوں......کتنا غلط تھا میں......''

وہ خود کو ملامت کرنے لگا۔

اس کی رات کا آدھا پہر یہی سوچتے سوچتے گزر گیا اسکی کب آنکھ لگی اسے پتہ ہی نہ چلا۔ جب اٹھا تو اس نے بسمہ کو کہیں جانے کے لیے تیار ہوتا ہوا دیکھا۔ وہ فوراً اٹھ بیٹھا جبکہ بسمہ فون پہ کسی سے بات کر رہی تھی۔

''Hey Devid I`m coming dear.. Wait a minute.'' وہ فون کو کان کے ساتھ لگائے بیگ میں چیزیں رکھ رہی تھی۔

''Devid''؟ وہ گہری سوچ میں مبتلا ہوا، وہ اکثر اسی کے ساتھ ہی وہاں پارٹیز پہ جایا کرتی تھی۔ اس سے پہلے وہ کوئی سوال کرتا بسمہ خود ہی

www.hayadigest.com

بولی۔

''ساحل! میں دو گھنٹے تک آجاؤں گی......'' وہ ذرا جلدی میں تھی مگر ساحل کو اس پہ شدید غصہ آرہا تھا۔

''بسمہ؟! اس وقت؟ ٹائم دیکھو ذرا......'' وہ ذرا پریشانی کا شکار ہوا۔

''اوہ......پلیز ساحل! تمہیں پہلے بھی بتا چکی ہوں یہ امریکہ ہے پاکستان نہیں اور تم مجھ سے اس طرح سوال جواب نہیں کر سکتے۔'' وہ دانت پیس کر بولی۔

''جانتا ہوں......لیکن عورت امریکہ میں ہو یا پاکستان میں...... rules دونوں کے لیے same ہیں...... سمجھی! اور تم کہاں جا رہی ہے۔'' اس نے اسکا ہاتھ زور سے پکڑا۔

''ساحل! یہ کیا بدتمیزی ہے؟'' وہ خونخوار نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

''مجھے دیر ہو رہی ہے۔'' وہ اس پہ چلائی۔

'' Devid ویٹ کر رہا ہے میرا۔ ساحل چھوڑو مجھے۔'' وہ چیخی۔

''مت بھولو کہ یہاں میرے ساتھ زبردستی کرنے سے تمہارے ساتھ کیا کیا ہو سکتا ہے۔ illegal تو پہلے ہی رہ رہے ہو یہاں۔ اب کیا جیل بھگتنے کا بھی ارادہ ہے؟'' اسکی اس دھمکی پہ ساحل کی آنکھیں پھیل سی گئیں۔ اسکا یہ روپ دیکھ کر وہ حیران ہو کر رہ گیا تھا۔ اس نے اس کا ہاتھ غصہ سے چھوڑا اور وہ زمیں پہ جا گری۔

''میری زندگی برباد کر دی تم نے کمینی عورت۔ تیرے لیے میں نے اپنی وفادار بیوی کو چھوڑا، اپنے پھول جیسے بچے چھوڑے......اور تو مجھے دھمکی دے رہی ہے؟'' ساحل کا چہرہ غصہ سے لال ہو چکا تھا۔ بسمہ میز کے ساتھ ٹکرائی، میز کا شیشہ ٹوٹا اور اسکا سر شیشہ لگنے سے خون سے بھر چکا تھا۔

بسمہ پہ تشدد کے الزام میں ساحل کو پانچ سال کی سزا ہوئی اور باقی غیر قانونی طور پہ وہاں رہنے پر اسے وہاں کے قانون کے مطابق دس سال سزا ہوئی۔

دن پہ دن گزرتے گئے اور وقت اپنی رفتار سے گزرتا گیا۔ مہرو نے جو ٹھانی تھی وہ کر کے دکھایا۔ حیدر اور راحیل کی پہ مدد سے اس کا بیٹا ڈاکٹر بن رہا تھا جبکہ انزش ایم۔اے۔ ایجوکیشن کرنے کے بعد ایک کالج میں لیکچرار تھی۔

☆......☆......☆

''بھئی شادی کروں گی تو اسی سے جو میرے بابا جیسا ہو! I want a prince as my king is۔'' انزش حسبِ معمول شوخ اور چنچل میں اپنی ماموں زاد سجیلہ سے بولی۔ دونوں ہپی فادرز ڈے کا کوئی پروگرام دیکھ رہیں تھیں۔

''بابا جیسا......'' سجیلہ اٹکی۔

''ہاں ......تو......اس میں کیا انوکھی بات ہے؟'' انزش نے حیرت سے اس سے پوچھا۔

''انوکھی تو نہیں......انہونی ضرور ہے۔'' سجیلہ اداسی سے بولی۔

''کیا مطلب؟...... تم نہیں آئی ڈیلائز کرتی اپنے بابا کو؟؟'' انزش نے اسے گھورا۔

www.hayadigest.com

''میرے اور تمہارے بابا میں زمین آسمان کا فرق ہے انزو۔''

''تم ایسے انسان کو idealised کر رہی ہو جو ideal بننے کے قابل ہی نہیں۔'' سجیلہ تلخی سے بولی۔

''شٹ......اپ......سجو۔'' انزش غصہ سے بولی۔

''یار اتنا اوور ری ایکٹ کیوں کر رہی ہو؟ سب پتہ تو ہے نہیں۔'' وہ سادگی سے بولی۔

''کیا پتہ ہے مجھے؟؟'' وہ الجھی۔

''یار میں نہیں چاہتی کہ تمہاری لائف میں بھی وہی سب کچھ ہو جو پھوپھو کے ساتھ ہوا۔ سو تم اپنے لیے دعائیں کیا کرو نہ کہ بد دعائیں۔'' سجیلہ نے اسے سمجھانا چاہا۔

''بد دعائیں؟ ؟'' انزش اسکے قریب آ کر بیٹھی۔

''کیا مطلب سجو......کیا جانتی ہو تم میرے مما بابا کے بارے میں؟'' انزش نے بے تابی سے پوچھا۔

''مام اور ڈیڈ کو ایک دفعہ بات کرتے سنا تھا......'' سجیلہ بولی۔

''میری بہن کی زندگی برباد کر دی اس گھٹیا انسان نے......اسے جائیداد ہڑپ کرنے کے لیے استعمال کیا اور اسے سب کی نظروں میں گرا دیا۔'' حیدر فرح سے کہہ رہا تھا۔

''حیدر آپ ہی سمجھایئے آپا کو......خلع کا مقدمہ دائر کریں......اور اس انسان کو نکال دیں اپنی زندگی سے......'' فرح نے مشورہ دیا۔

''آپا مانیں تب ناں! وہ انسان میری بہن تو کیا دنیا کی کسی لڑکی کے لائق نہیں......پتہ نہیں کہاں چھپ کے بیٹھا ہے۔ کسی کو کچھ پتہ نہیں......اور یہاں آپا ہیں کہ......'' وہ دکھی ہوا۔

انزش سجیلہ کی زبانی سب جان چکی تھی۔

''وہ جو مما فون پہ بات کرتیں تھیں۔ وہ سب؟؟......تو کس سے بات کرتی تھیں؟ یا فون پہ کوئی ہوتا نہیں تھا......'' گھر سے واپسی پہ سارا رستہ وہ یہی سوچتی رہی، ماضی کی سب یادیں اسکے ذہن میں گردش کرنے لگیں۔ مگر اس نے بہت حد تک خود کو کنٹرول کیا، وہ نہیں چاہتی تھی کہ اسکے جذباتی انداز اسکی ماں کو دکھ پہنچے۔

☆......☆......☆

''عاہل! بیٹا کہاں رہ گئے ہو؟؟'' مہرو اسے فون پہ پوچھ رہی تھی۔

''مما آیا بس......دو منٹ اور......'' وہ کیک کی شاپ پہ کیک پیک کروا رہا تھا۔

''جلدی آ جاؤ انزش اور میں تمہارا انتظار کر رہے ہیں کب سے؟......''

''جی'' اس نے فون رکھا، کیک پیک کروایا اور گاڑی میں بیٹھا۔

''کہاں رہ گیا یہ؟'' انزش لیپ ٹاپ چھوڑ کے ٹی وی لاؤنج کی طرف آئی۔

''آ رہا ہے، پتہ نہیں آج اتنی دیر کیوں کر دی اس نے۔'' وہ اندر ہی اندر پریشان ہو رہی تھی جس پر انزش کو ہنسی آئی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ عاہل کیوں

www.hayadigest.com

دیر سے آرہا ہے۔

ابھی دونوں باتیں کررہی تھی کہ دروازہ کھلا اور عاہل لاؤنج میں داخل ہوا۔اس کے ہاتھ میں کیک دیکھ کہ مہر بے حد حیران ہوگئی تھی۔

''یہ کیک؟ کس لیے؟''

''ذرا سوچیے؟ کس لیے ہوگا؟؟'' انزش نے بغور اس کی طرف دیکھا اور عاہل کو دیکھ کر مسکرانے لگی۔

''ارے بھئی مجھے نہیں پتہ ......تم دونوں بھی ناں! تم دونوں کے سرپرائز ہیں کہ ختم ہی نہیں ہوتے۔ آج ویسے کیک لانے کی کیا ضرورت تھی؟؟'' وہ ذرا رک رک کر بولی جس پہ انزش اور عاہل نے افسردگی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ انزش نے پریشان کن نظروں سے اسے دیکھا اور پھر سجیلہ کی کہی گئی بات کو سوچنے لگی۔

مجھے تو کل ہی آپا نے بتایا۔بس ہم دونوں نے سوچا۔بابا نہیں ہیں تو کیا ہوا؟ اتنے سالوں سے یہ دن آپ نے سیلیبریٹ ہی نہیں کیا۔عاہل کی بات سن کر وہ خاموش ہو کر رہ گئی۔

''اچھا......کیک کاٹیں مما......بہت بھوک لگی ہے اور پھر بابا سے بھی تو بات کرنی ہے ناں! اور آج تو ہم بھی بات کریں گے ان سے...... او کے۔'' انزش نے اسکے ہاتھ میں چھری پکڑاتے ہوئے اسے بغور دیکھا جبکہ مہرو کے چہرے کا رنگ فق پڑ چکا تھا۔

''کیا ہوا مما؟؟'' اسکی بے چینی کو ساحل نے بھی محسوس کیا۔

''کچھ نہیں......'' کیک کو کاٹتے ہوئے وہ زبردستی ہی مسکرائی تھی۔

وہ اپنی اینیورسری بھلا کب بھول سکتی تھی ،مگر کئی برس اسے نہ تو اس دن کسی نے وِش کیا اور نہ ہی اس نے اس دن کبھی خوشی منائی تھی ،لیکن وہ ساحل کو بھولی نہیں تھی ،ہر پل اسے یاد کرتی تھی۔اسی دن ساحل نے اسے اپنایا تھا اور اسی دن ہی اسکی حقیقت سامنے آئی تھی۔اسے اچھی طرح یاد تھا جب رات بارہ بجے وہ آلارم کے بجنے پہ ساحل کو وِش کرنے کے لیے اٹھی تھی تو وہاں ساحل کو نہ پا کر وہ پریشان ہوئی۔ پہلے پہل تو اسے شک ہوتا تھا مگر وہ اگنور کر دیا کرتی تھی۔اس کے سامنے ساحل اور لڑکیوں سے باتیں کرتا تھا مگر وہ اپنا وہم سمجھ کر خود کو کوستی تھی کہ ''ساحل اسکے اور اپنے رشتے کے درمیان کسی لڑکی کو تو دور کی بات کسی غلط فہمی کو بھی نہیں آنے دے گا'' اور یہی یقین اسے لے ڈوبا تھا۔

سردیوں کی رات تھی۔وہ اکثر جلدی سو جایا کرتی تھی۔آج کی رات اس نے بارہ بجے کا الارم لگایا کہ وہ ساحل کو اٹھا کر وِش کرے گی۔آلارم کے بار بار بجنے پہ وہ بمشکل کہنی کا سہارا لے کر اٹھی۔مگر وہاں ساحل کو نہ پا کر پریشان ہوئی۔اس سے پہلے وہ اسے دیکھنے کے لیئے روم سے باہر جاتی، اسے ٹیرس سے ساحل کی آواز سنائی دی۔

''یار بسمہ try to understand۔ کچھ دن اور بس......میں خود اس عورت سے تنگ ہوں،اَن پڑھ، گوار۔'' اسکے یہ الفاظ اس کے کانوں میں پڑے تھے کہ اس نے آہستہ سے

دروازہ کھولا اور اسکے پیچھے جا کھڑی ہوئی۔

''بسمہ ......میری جان! مجھے اسکی اور بچوں کی پرواہ نہیں۔ پرواہ ہے تو صرف اس بات کی کہ اگر اسے چھوڑا تو ابا مجھے جائیداد سے عاق کردیں گے۔ پھر کیسے میں تمہارے پاس امریکہ آؤں گا؟؟'' مہر پر اسکے یہ الفاظ قہر بن کر برسے تھے۔

'' اب تم ہی بتاؤ؟'' اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کرتا اسے مہرو کی سسکیوں کی آواز سنائی دی۔ وہ ... پلٹا، فون بند کیا اور اسے وہاں دیکھ کر حیران ہو کر رہ گیا۔

''تم......تم......یہاں......؟'' ساحل اسے دیکھ کر بوکھلا گیا تھا جبکہ وہ ... جا رہی تھی۔

''مہر......رکو......'' ساحل نے اسکا ہاتھ پکڑا۔

''ایم رئیلی سوری......'' وہ شرمندگی سے بولا۔

''میرا ہاتھ چھوڑیئے۔'' وہ روتے ہوئے بولی۔

''مہرو......میں تمہیں سب بتانا چاہتا تھا مگر مناسب وقت نہیں مل رہا تھا۔ اچھا ہوا تمہیں آج سب پتہ چل گیا۔''

''ہاں ......اچھا ہوا...... مجھے پتہ چل گیا کہ آپ مجھے سمجھتے کیا ہیں؟؟ اور رہی بات ان پڑھ، گوار کی......تو آپکی محبت نے مجھے ان پڑھ گوار بنا دیا۔''

''مہرو! یوں طنز تو مت کرو۔ دیکھو'' اس نے اسے سمجھانا چاہا۔

''کیا دیکھوں؟؟ میرے ساتھ زیادتی کریں۔ میں برداشت کرسکتی ہوں مگر میرے بچوں کے ساتھ برا کریں یہ میں برداشت نہیں کرسکتی۔'' اسکی آواز کانپ رہی تھی۔

''مہر! اتنا اوورری ایکٹ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ عاہل اور انزش میرے بھی بچے ہیں۔ میں انکے ساتھ کیوں برا کروں گا؟؟'' اس نے تکرار کی۔

''آپ نے کہا آگے پڑھنا نہیں۔ میں نے کوئی گلہ نہیں کیا۔ آپ میرے ہوتے ہوئے اور لڑکیوں کے ساتھ رابطے میں رہے میں نے برداشت کیا، مگر اس سے اور برا کیا ہوگا کہ میرے بچوں سے انکے باپ کا سایہ چھین رہے ہیں آپ؟''
وہ غصہ سے بولی۔

''مرا نہیں ہوں ابھی......'' ساحل جھنجھلایا۔

''اس بے وفائی سے اچھا تھا کہ میں آپ کی بیوی سے بیوہ ہوجاتی۔'' آخر وہ رو دی۔

''بند کرو اپنی بکواس......'' اس نے اسکے منہ پہ زوردار تھپڑ رسید کیا۔

''میں کوئی پہلا مرد نہیں ہوں جو دوسری شادی کر رہا ہوں۔ دوسری شادی کرنے کا پورا حق رکھتا ہوں میں......'' وہ اس پہ چیخا تو مہرو نے بمشکل ہی خود کو سنبھالا تھا۔

''واہ......ساحل......واہ......'' وہ طنزیہ کھلکھلائی۔

''اپنے تو حق یاد ہیں......اور ہمارے حق؟؟؟''
وہ سوالیہ بولی۔

''دماغ نہ کھاؤ میرا......'' وہ پھر سے ...
مہرو سہم کر رہ گئی تھی۔

(جاری ہے)

☆......☆......☆

www.hayadigest.com

ساحل پندرہ سال بعد پاکستان واپس آیا تھا۔ جو کچھ اس کے ساتھ امریکہ میں بیتا تھا وہ اسکے لیے بھولنا بے حد مشکل تھا۔ وہ پارک میں بیٹھا اپنی ماضی کی کوتاہیوں کو سوچ رہا تھا۔

”میں تو اس سے محبت کرتا تھا۔ کیا یہ تھی میری محبت؟ اس کا ساتھ ہی نہ دے سکا۔ وہ کہتی تھی محبت دوسری بار ہو جائے تو انسان برباد ہو جاتا ہے کیونکہ وہ محبت صرف و صرف اپنے فائدے کے لیے ہوتی ہے...... سچ کہتی تھی مہرو، سچ کہتی تھی...... میرا فائدہ ہی مجھے نقصان کی طرف لے گیا“

ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہا تھا کہ ایک مانگنے والا اسکے پاس آیا۔ اس نے آنکھیں جھپکائیں اور جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے فقیر کو ۵۰ روپے دیے۔

آخر اس نے ہمت جمع کی، اور اپنے گھر کی طرف بڑھا۔ سارا راستہ وہ یہ سوچتا رہا کہ وہ ان کا سامنا کیسے کرے گا۔ وہ مہرو اور اپنے بچوں سے کس منہ سے ملے گا؟...... مگر گھر آنے پہ اس تک ساری حقیقت عیاں ہوئی۔ اسکے امریکہ جانے کے بعد اسکے ماں باپ دونوں کی death ہو گئی تھی۔ اسکے بھائیوں نے مہر کو اپنے ساتھ رکھنے سے انکار کر دیا تھا کیونکہ ساحل جائیداد میں سے پہلے سے ہی حصہ لے چکا تھا۔ اسے اس بات کا بے حد افسوس تھا کہ وہ اپنے والدین سے معافی نہیں مانگ سکا۔ اسے مہرو سے معافی مانگنی تھی۔ مگر مہرو کہاں ہے؟ کسی کو کوئی علم نہیں تھا۔ ساحل کو رہ

رہ کراپنی ہر غلطی کا احساس ہو رہا تھا،جیل میں رات دن وہ صرف مہرو اور اپنے بچوں کو یاد کرتا تھا۔اب وہ اپنی غلطی سدھارنا چاہتا تھا ،ہر صورت مہرو کوڈھونڈنا چاہتا تھا ،آخر اسے حیدر کا پتہ ملا۔

☆......☆......☆

وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھا حیدر کا انتظار کر رہا تھا۔اسکے ذہن میں مہرو کی ایک ایک بات گھوم رہی تھی۔ اسی اثناء میں حیدر ڈرائنگ روم میں آیا اور اسے وہاں دیکھ کر حیران رہ گیا۔

''آپ......؟ ''حیدر بے انتہا حیرت سے بولا۔

''کیسے ہو چھوٹے ؟؟''وہ فوراً کھڑا ہوا اور آگے بڑھا۔

''آپ یہاں کیسے؟؟''اس نے بے پرواہی سے پوچھا۔

''حیدر!مہرو کہاں ہے؟'' ساحل نے اسکی بے اعتنائی کومحسوس کیاتو اہم بات پہ آیا۔

''مر گئی مہر......''

''کیا؟؟؟''ساحل گرتے گرتے سنبھلا تھا۔

''ہاں......اور تم اس کے لیے۔'' وہ جنجھلایا۔اسکی بات کا کیا مطلب تھا ساحل اچھے سے سمجھ چکا تھا۔

''دیکھو حیدر۔مہرو اگر مجھ سے تعلق نہیں رکھنا چاہتی تو نہ سہی۔مگر میرے بچے؟......میری انزو ، میرا عاہل؟؟؟''وہ دکھی ہوا۔

ڈرائنگ روم کے باہر کھڑی انزش کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔سجیلہ نے اسے بمشکل ہی تھاما تھا۔وہ کسی کام سے وہاں آئی تھی مگر وہاں ساحل کو دیکھ کر گڑ بڑا سی گئی تھی۔

جس باپ کا اس نے برسوں انتظار کیا تھا ،بے پناہ محبت کی تھی وہ اسکے سامنے تھا مگر آج اسکے دل میں اس باپ کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی۔جو کچھ اسے ساحل کے بارے میں پتہ چلا تھا اسکا اعتبار ہر مرد پر سے اٹھ گیا تھا۔

☆......☆......☆

''واؤ مما...... looking so sweet and innocent۔'' عاہل اسکا فوٹو البم دیکھ کر بہت خوشی سے بولا۔

''مما......انزو بھی ایسی ہی لگے گی ناں! آپکی طرح۔''

''اللہ نہ کرے۔'' انزش فوراً سے بولی اور اسکے قریب صوفے پہ آبیٹھی۔

''کیا مطلب؟؟'' اسکا لہجہ بہت عجیب معنی بیان کرر ہا تھا۔عاہل چونکا،جبکہ مہرو نے بھی اسے بغور دیکھا۔

''ہاں بھئی......مما جیسا نصیب مجھے نہیں چاہیے۔'' وہ آہ وزاری سے بولی۔

''انزو......کیسی باتیں کررہی ہو بیٹا؟''مہرو ان دونوں کے سامنے آبیٹھی۔

''کچھ نہیں......اور پلیز...... ہادی کو رشتہ کے لیے انکار کر دیا ہے میں نے۔وہ فون کرے تو پریشان نہ ہونا۔'' وہ اتنا کہتے ہی وہاں سے آناًفاناًغائب ہوگئی۔

''یہ کیا کہہ کر گئی مما؟؟'' عاہل گڑبڑا سا گیا۔

''ہادی سے رشتہ،تو اسکی مرضی سے ہوا ہے نا! پھر اب یہ؟؟''

''میں پوچھتی ہوں اس سے۔ یقیناً لڑائی ہوئی ہو گی۔۔'' وہ بمشکل ہنسی اور انزش کے کمرے میں آئیں۔

''مما پلیز۔ابھی جائیں یہاں سے۔مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔'' وہ زاروقطار رو رہی تھی۔

''ہوا کیا ہے انزو؟؟ کوئی بات ہوئی ہے؟؟ کسی نے کچھ کہا کیا بیٹا؟''وہ حد درجہ پریشانی سے بولیں۔

''کسی نے کچھ نہیں کہا۔'' وہ آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔

''تو پھر؟؟ اتنی بڑی بات کیسے کہہ دی تم نے؟''وہ اسکے قریب آئیں۔

''مما......'' عاہل نے دروازہ کھولا اور اندر آیا۔

''مما! ماموں ممانی آئے ہیں۔''

''اچھا آتی ہوں۔انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ۔'' وہ عاہل سے بولیں۔

''جی۔''عاہل وہاں سے چلا گیا۔

''آپ جایئے ...... ماموں ممانی بھی انکی باتوں میں آ گئے ہوں گے۔'' وہ حقارت سے بولی۔

''کس کی؟؟ ''مہرو سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

''جایئے......جا کر دیکھ لیجیے......اور مجھ سے امید مت رکھیے گا کہ میں انہیں معاف کردوں گی۔'' وہ ذرا اونچا بولی۔

''انزو......بیٹا کیا ہو گیا ہے؟ آخر ہادی پہ اتنا غصہ؟؟'' وہ اب بھی اسکی بات سمجھ نہ پائی تھی۔

''ہادی پہ۔ہادی بیچارا۔'' وہ طنزیہ مسکرائی جس پہ مہرو نے اسے بغور دیکھا۔

''میں تو پچھتا رہی ہوں اس سے محبت کر کے۔''

''پچھتا رہی ہو؟؟ کیوں؟''اس نے سوال کیا۔

''کیوں آپ نہیں پچھتا رہیں بابا پہ اعتبار کر کے؟''انزش نے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا جس پہ مہرو کی آنکھیں جھک گئیں۔

''کیوں؟ کیا ہوا؟ نظریں کیوں چرا رہیں ہیں؟؟''

''تمہیں آخر یہ سب کس نے بتایا؟'' اس نے غصہ سے پوچھا۔

''جس نے بھی بتایا ہو مما۔ البتہ آپ نے

نہیں بتایا۔'' وہ ذرا گستاخی سے بولی۔

''انزش۔ مسئلہ کیا ہے؟ آخر کیوں تم مجھے ہرٹ کررہی ہو بیٹے؟'' مہرو ذرا نرمی سے بولی۔

''ہرٹ تو آپ نے ہمیں کیا ہے مما...... اپنے کسی دکھ میں شریک ہی نہیں کیا؟...... کیوں؟؟؟''

وہ رونے والی آواز میں بولی۔

انزش! **''محبت بدلہ لینے کا نام نہیں بلکہ بدلے میں کچھ دینے کا نام ہے۔''**

اس سے پہلے وہ اور کچھ بولتی انزش روکھے پن سے بولی۔

''مما...... پلیز جایئے یہاں سے۔ ویسے بھی باہر ماموں آپ کا انتظار کررہے ہوں گے۔''

''محبت بدلہ لینے کا نام نہیں بلکہ بدلے میں کچھ دینے کا نام ہے۔'' مہر تو وہاں سے چلی گئی مگر اسکے الفاظ انزش کے ذہن پہ گہرا اثر چھوڑ گئے تھے۔

☆......☆......☆

''مما...... دیکھیں کون آیا؟ بابا......'' عاہل خوشی سے دیوانہ وار بولا۔

''آپ؟؟'' مہرو کے قدم وہیں کے وہیں رک گئے، اسے اب انزش کا رویہ سمجھ آرہا تھا۔

''مہرو......'' ساحل فوراً سے اٹھا اور اسکے قریب آیا۔

''عاہل۔ جاؤ، انزو کو بلا کے لاؤ۔'' حیدر نے فوراً سے عاہل سے کہا۔

''جی ماموں......'' وہ تیزی سے اٹھا اور خوشی سے وہاں سے چلا گیا۔

''آپ؟...... یہاں...... کیسے؟؟'' مہرو رک رک کر بولی۔ اسکی آواز صاف کانپ رہی تھی۔ حیدر اور اسکی بیوی دونوں اٹھے اور وہاں سے چل دیئے۔ اب وہاں ان دونوں کے سوا کوئی نہ تھا۔ ساحل اس سے کوئی بات کیے بنا اس سے نظریں چراتا صرف آنسو ہی بہائے جارہا تھا۔

''ساحل......'' مہرو نے لرزتے اور کانپتے ہوئے اس کا نام لیا۔

''بس کیجیے......'' اس نے اسکے جڑے ہوئے ہاتھوں کو نیچے کیا اور اسکے ساتھ ساتھ خود بھی رودی۔

''مجھے آپ سے کوئی گلہ نہیں...... میں جانتی تھی...... جانتی تھی کہ آپ ضرور آئیں گے۔'' وہ روتے اور سسکتے ہوئے بولی۔

''میں تو تم سے معافی بھی نہیں مانگ سکتا مہرو۔'' وہ پھوٹ کر رو دیا۔

''ساحل...... بس...... چپ......'' اس نے اسکے آنسو صاف کیے۔

☆......☆......☆

انزش کی شادی قریب تھی۔۔ جبکہ اسکی ضد وہی تھی کہ وہ شادی نہیں کرے گی۔ ساحل سے بھی بات کرنے سے اس نے گریز کیا۔ جبکہ ساحل پل پل اسے اپنے سینے سے لگانے کے لیے تڑپ رہا

تھا۔ یہ تڑپ تو انزش کے اندر بھی تھی مگر اسے اسکی ماضی کی محرومیاں روکے ہوئے تھیں۔

''انزش......'' حیدر اسکے سامنے کرسی پہ بیٹھا تھا۔

''بیٹا...... ہادی کا اس سب میں کیا قصور؟؟'' وہ اسے سمجھانے لگے۔

''قصور تو ماموں ہمارا بھی نہیں تھا...... پھر کیوں بابا ہمیں چھوڑ کے گئے؟؟'' وہ بے بسی سے بولی۔

''آپا......کیا باتیں لے کر بیٹھی ہو۔ وہ بہت رو رہے ہیں۔ انہیں اپنی غلطی کا پورا پورا احساس ہے۔۔'' عاہل نے بھی اسے سمجھانا چاہا۔

''اور جو ہم روتے رہے......وہ؟؟......کیا تھا وہ سب؟ ہاں! عاہل تم بھول سکتے ہو، مگر میں نہیں۔۔'' وہ بیڈ پر سے اٹھی اور چیخ چیخ کر بولی۔

''آپا۔۔ calm down ۔۔'' عاہل نے اسے سینے سے لگایا۔

''انزش......بیٹا......میں مانتا ہوں بیٹا...... تمہارے باپ نے بہت غلط کیا مگر اس کے اپنے ساتھ بھی بہت غلط ہوا۔ میں خود اسے معاف کرنے کے حق میں نہیں تھا، مگر اسکی آنکھوں میں جو ندامت اور پچھتاوا میں نے دیکھا ہے وہ آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ اللہ اسے اسکے کیے کی سزا دے چکا ہے۔۔'' حیدر اسکے قریب آیا۔

''بابا...... آپ......آیئے۔۔'' عاہل نے دروازہ کے پاس ساحل کو دیکھا تو فوراً سے اٹھا، ساحل کے ساتھ مہرو بھی کمرے میں داخل ہوئی۔

انزو بیٹا!!'' ساحل اسکے قریب آنے ہی والا تھا کہ انزش بولی۔

''مت قریب آیئے میرے......'' وہ دو قدم پیچھے ہٹی۔

''انزو...... بیٹی...... ایک بار اپنے بابا کے سینے سے لگ جاؤ۔ انزو......'' وہ بانہیں پھیلائے اسکے سامنے کھڑا رو رہا تھا۔

''جب ہم آپکے لیے سسکتے، بلکتے رہے تب آپ کہاں تھے؟ بتایئے؟؟......کئی بار مما سے کہا کہ آپکو فون کریں۔ اور وہ کرتی بھی تھیں۔ پتہ نہیں کسے فون کرتی تھیں اور ہمیں بے وقوف بناتی رہیں۔۔'' وہ مہرو کی طرف دیکھ کر پھر ساحل سے بولی۔ اسکی نظروں میں ایک عجیب نفرت تھی جسے دیکھ کر ساحل اندر ہی اندر گھل رہا تھا جبکہ مہرو نے آگے بڑھ کر اسے پکڑنا چاہا مگر انزش نے اسے ہاتھ کے اشارے سے اپنے قریب آنے سے روکا۔

''آپ معاف کر سکتی ہیں انہیں، مگر میں نہیں۔ میں نہیں کر سکتی انہیں معاف......'' وہ مہرو سے بار بار بولی۔ مہرو سے اسکا رویہ برداشت نہیں ہو رہا تھا سو وہ فوراً سے کمرے سے نکل گئی اور اسکے پیچھے پیچھے حیدر اور عاہل بھی وہاں سے چلے

گئے۔جبکہ اسی اثناء میں ہادی کمرے میں داخل ہوا اور وہاں کی صورتحال کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔اب وہاں ہادی،انزش اور ساحل ہی موجود تھے۔

''ٹھیک ہے۔نہ کرو معاف......مگر اس سب میں اسکا کیا قصور؟؟'' ہادی کے کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ بولے۔

''قصور تو میرا ہے کہ میں آپکی بیٹی ہوں۔نہیں رہا مجھے یقین کسی مرد پہ...... چاہے وہ آپ ہوں یا یہ۔کل کو اگر یہ بھی میرے ساتھ ایسا کرے تو؟؟'' اس نے اسکی طرف اشارہ کیا۔

''انکل......پلیز۔ مائنڈ نہ کیجیے گا۔۔ابھی یہ غصہ میں ہے۔۔''وہ ساحل سے بولا اور پھر اسکے قریب آ کر بولا۔

''انزش......کیا ہوگیا ہے۔۔ اتنا اوورری ایکٹ کیوں کررہی ہو؟ میں تمہیں کیسے چھوڑ سکتا ہوں؟؟ بولو؟؟...... تم آخر کیوں سب کو ایک ہی نظر سے دیکھتی ہو۔جو غلطی ان سے ہوئی اس پہ نادم ہیں یہ......'' اس نے ساحل کی طرف دیکھا جبکہ ساحل اسی وقت وہاں سے چلا گیا جس پہ ہادی نے اداسی سے انزش کو دیکھا۔

''آخر کیوں تم خدا کی نظروں میں گناہگار بن رہی ہو؟ بیٹی کا فرض تو نبھا سکتی ہو ناں! تم ہی کہتی تھی کہ تمہارے بابا تمہارے ideal ہیں تو اب کیا ہوا؟''وہ اس سے الجھ رہا تھا۔

''تب میں انکی حقیقت نہیں جانتی تھی۔مما نے انکی تعریفیں ہی اتنی کی تھیں کہ ایسا لگا ان جیسا دنیا میں کوئی ہے ہی نہیں......'' اس نے دوٹوک بات کی۔

''انزش ......انزش۔تم نے مجھ سے بات نہیں کرنی......نہ کرو...... مجھ سے شادی نہیں کرنی......نہ کرو......لیکن تم جو کررہی ہو بہت غلط کررہی ہو۔

He really needs you۔۔باپ ہیں تمہارے......ان سے جو غلطی ہوئی اسکی سزا زندگی انہیں بہت پہلے دے چکی ہے۔اور اب تم......''

''کیا مطلب؟ '' وہ تڑپ کر بولی۔

''ہارٹ پیشنٹ ہیں انکل۔دو اٹیک پہلے ہی آ چکے ہیں انہیں......انکی حالت ایسی نہیں کہ کوئی دکھ یا صدمہ برداشت کرسکیں۔'' وہ یکدم بولا۔

''ہارٹ پیشنٹ؟؟''اس نے بمشکل ہی منہ سے یہ لفظ ادا کیا۔

''ہاں......''اس نے تصدیق کی۔

''عاہل کو معلوم ہے؟'' وہ سوالیہ بولی۔

''ہاں......'' ہادی نے اثبات میں گردن ہلائی۔

☆......☆......☆

'آپا!تم ذمہ دار ہو ان کی اس حالت کی۔'' عاہل ہسپتال میں موجود ایمرجنسی وارڈ کے باہر

کھڑا اس سے بولا۔وہ زاروقطار رورہا تھا۔جبکہ انزش کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر چکی تھیں۔

''عاہل......'' مہرو نے اسے روکا۔

''مت روکیے مجھے۔......کہنے دیجیے مجھے۔۔تم ان کو معاف نہیں کرسکتی تھی؟؟ ان کو کچھ ہوگیا تو بولو......خود کو کیسے معاف کروگی؟ بولو۔''وہ ذرااونچا بولا۔

''عاہل......'' انزش اسکے قریب آئی۔

''میرے بھائی......'' آخروہ رودی۔

''میں نے جو کچھ بھی کہا۔۔غصہ میں کہا۔ مجھے انکی حالت کااندازہ نہیں تھا۔۔'' اس نے اسکے سینے سے لگنا چاہا جبکہ وہ اسے باربار خود سے دور کیے جارہا تھا۔

''مما......'' آخروہ مہرو کے قریب آئی۔

''مما!مجھے معاف کردیں......''وہ سسکتے ہوئے بولی۔مہرو نے اسے فوراً گلے سے لگایا اور خود بھی رودی۔

''مما...... بابا ٹھیک تو ہوجائیں گے ناں! مجھے انکے سینے سے لگ کے خوب رونا ہے۔۔ جی بھر کے رونا چاہتی ہوں۔'' وہ اونچا اونچا رورہی تھی۔

''آپا......'' آخر عاہل اسکے قریب آیا اور اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔

''بس......بس......دعا کروانکے لیئے۔''

''عاہل''وہ عاہل کے گلے جا لگی اور پھوٹ پھوٹ کے رودی۔

''بابا بس ایک بار ٹھیک ہوجائیں ......ہم انہیں خود سے کبھی دور نہیں جانے دیں گے۔''

عاہل اسے چپ کرواتے ہوئے مسکرا کر بولا۔

''ہاں......کبھی نہیں......کبھی نہیں......''وہ بھی ہولے سے مسکرادی۔ان دونوں کی حاکت دیکھتے ہوئے مہر خود کورونے سے روک نہ سکی۔

☆......☆......☆

''ڈاکٹر ! کیسے ہیں وہ؟'' مہرو اس سے بولی۔

''آپریشن تو ہوگیا ہے مگر انکی حالت کے بارے میں ابھی کچھ کہا نہیں جاسکتا۔''

'' آپ لوگوں میں سے انزو کون ہے؟'' ڈاکٹر بولا۔

''جی......میں......'' انزش فوراً سے بولی۔

''پیشنٹ جب سے ہوش میں آئے ہیں ''میری انزو'' ''میری انزو'' کہے جارہے ہیں...... آپ ان سے جا کے مل لیتیں تو بہتر ہوتا۔'' ڈاکٹر نے اتنا کہا اور وہاں سے چل دیا۔جبکہ انزش بھاگتے ہوئے ایمرجنسی وارڈ میں فوراًداخل ہوئی۔

کچھ دیر وہ وہاں کھڑی رہی۔ساحل کے منہ سے ''میری انزو،میری انزو''سن کر اسکی آنکھیں سیلاب کی مانند بہنے لگیں تھیں۔آخروہ فوراًآگے بڑھی اور تڑپ کر بولی۔

''بابا......بابا......آپکی انزو آگئی۔'' اس نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

''انزو......'' ساحل بمشکل ہی آنکھیں کھول پایا تھا۔

''بابا...... مجھے معاف کردیں۔'' وہ روتے ہوئے بولی۔

''انزو......رو نہیں بیٹی۔ ''اس نے اپنا آکسیجن ماسک اتارا۔

''بابا...... یہ ...... آکسیجن ماسک۔'' اس نے آکسیجن ماسک انہیں پہنانا چاہا۔

''میری آکسیجن تو میری انزو ہے۔تم آگئی تو مجھے سب مل گیا۔اب مجھے موت بھی آجائے تو غم نہیں۔'' وہ روتے ہوئے بولا۔

''بابا......'' وہ جھٹ سے بولی۔

ا''بھی تو بہت لڑنا ہے آپ سے اور آپ ابھی سے......'' وہ خود کو رونے سے کنٹرول کرتے ہوئے بولی اور انکے سینے پہ اپنا سر رکھ کر پھر بھی رو دی۔

باپ اور بیٹی دونوں ایک دوسرے کے ساتھ لگ کے خوب رو دیئے جبکہ مہرو اور عاہل دونوں اسے ایمرجنسی وارڈ کے باہر شیشے سے دیکھتے ہوئے رو رہے تھے۔

زندگی کب نجانے ساتھ چھوڑ دے کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔انسان ساری عمر اپنی انا اور خواہشات کی تسکین میں لگا رہتا ہے۔ہر جائز وناجائز کام کرنے کیلئے ہر ممکن کوشش کرتا ہے،مگر اپنی پیدائش کا مقصد بھول جاتا ہےاور جب اسے اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے تب تک بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے۔ایسا ہی کچھ ساحل کے ساتھ بھی ہوا تھا۔

انزش اسکے سینے سے لگی رو رہی تھی اور وہ بھی ......کہ اچانک انزش کو اسکی سانسیں اکھڑتی ہوئی محسوس ہوئیں،وہ زندگی کی بازی ہار گیا تھا۔

''بابا......'' وہ روتے روتے رکی۔

''بابا......'' وہ اسے ہلاتے ہوئے زور سے چلائی۔

''ڈاکٹر......'' وہ اونچا بولتے ہوئے ایمرجنسی وارڈ سے باہر آئی اور ڈاکٹر کو بلایا۔

وقت کب کسی کو مہلت دیتا ہے...... جو آتا ہے اسے آخر ایک نہ ایک دن ضرور جانا ہوتا ہے۔ ساحل خوش نصیب تھا جو اپنے سینے کا ہر بوجھ ہلکا کر کے اس دنیا سے گیا تھا اور سب سے اپنے کیے کی معافی بھی مانگ گیا تھا۔ بلاشبہ یہ خبر ان سب پہ قہر بن کر برسی تھی،مگر اب ان کے پاس ساحل کی یادوں کے سوا کچھ نہ تھا،وہ یادیں جو چند روز کی تھیں،صرف چند روز کی......

☆......☆......☆